فارسی نثر کے موضوعات

ترجمہ: ڈاکٹر شریف حسین قاسمی صاحب دہلی یونیورسٹی۔

(۳)

رومان بہادری کی داستانوں سے گذر کر ہم دوسری متنوع داستانوں پر پہنچتے ہیں۔ ان کا اصلی موضوع عموماً دو اطراف کا ایک دوسرے کی نسبت سادہ عشق اور عاشق و معشوق کی سرگذشت ہے۔ اس کے علاوہ، ایسے ناول بھی ہیں جو بیشتر مہم جوئی اور پے در پے حوادثات و اتفاقات کے بیان پر مبنی ہیں۔ اس طرح بیشتر داستانوں میں روداد عشق کی آمیزش ہے۔ یہ عام طور پر بہادری کے قصوں کی تقلید ہیں۔ ان داستانوں میں سب سے قدیم "ہزار و یکشب" ہے۔ یہ داستان پہلوی سے کچھ تصرفات کے ساتھ عربی میں، اس کے بعد عربی سے فارسی اور دوسری زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ لیکن فارسی نثر اور داستان کی دلکشی کے لحاظ سے ان ناولوں میں سب سے بہتر "داستان سمک عیار" ہے۔ جو گویا پرانی داستان تھی اور صدقۃ بن ابوالقاسم شیرازی نامی ایک شخص، اس کا راوی اور اس کا سننے والا، فرامرز پسر خداداد ہے جو ارجان (موجودہ بہبہان کے قریب) کا رہنے والا تھا۔ اس نے یہ قصہ ۵۸۵ھ (۱۱۸۹ء) میں تالیف کیا حال ہی میں اس کا ایک حصہ تہران سے شائع ہوا تھا۔ اس داستان کی بنیاد حلب کے حاکم مرزبان شاہ کے لڑکے شاہزادہ خورشید شاہ اور چین میں سکونت پذیر

ایک دوسرے امیرزادے کی سرگذشت ہے۔ یہ دونوں فغفورِ چین کی لڑکی سے شادی کے خواہاں تھے۔ یہ کتاب اپنے مسلسل نہایت دلچسپ اور پرتفنن حادثات ومہمات اور دلکش اسلوب تحریر کے باوجود، اپنی اسی اصل پر مبنی ہے۔ خورشید شاہ اپنے عشق کی وجہ سے، گوناگوں حادثات کا شکار ہوجاتا ہے لیکن ان تمام حادثات، سے کامیابی کے ساتھ گذر جاتا ہے۔ اس رویداد عشق کے ساتھ ساتھ، خورشید شاہ کے پہلوانوں کے واقعات عشق بھی اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں عشق کا ہر واقعہ، ایک مہم جوئی کا سبب بنتا ہے۔ اس داستان میں بھی طرسوسی کی داستان "دارابنامہ" اور دارابنامۂ بیغمی (یا فیروزنامہ) کی طرح عیاروں کا رول بہت زیادہ ہے۔ عیاروں کا یہ گروہ لشکرکشی کے اوقات میں اطلاعات کی فراہمی، دھوکے اور فریب کے کام، پہلوانوں کے اغوا کرنے، دشمن کی فوج کو گمراہ کرنے، اپنے قیدیوں کو آزاد کرانے اور اسی طرح کے دوسرے کام انجام دینا تھا۔ مجموعی طور پر "سمک عیار" کو غیر رزمیہ رومانوں میں فارسی زبان کی بہترین اور دلکش ترین داستانوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

مغول حملے کے ساتھ فارسی زبان میں ناول نویسی میں ایک حد تک فتور پیدا ہوگیا۔ لیکن تیموری عہد سے صفوی دور کے اواخر تک اس میں دوبارہ سے جان پڑگئی۔ خاص طور پر ہندوستان کے مغل درباریں اس پر بہت توجہ دی گئی۔ اس توجہ کا نتیجہ ہے کہ اس ملک میں داستانوں کے مختلف متن جمع کئے گئے اور ان کے نسخوں میں بھی اضافہ ہوا۔ ان داستانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر ان میں سے ہر ایک پر یہاں گفتگو کی جائے تو طوالت کا سبب بنے گی۔ بہرصورت ان میں سے ایک قصہ "ہفت سیر حاتم" یا "قصہ حاتم طائی" ہے۔ ابتدائی نسخوں میں اسی قصے کو "ہفت سوال حاتم" اور

"ہفت انصاف حاتم" ایسے دوسرے عنوان بھی دئے گئے ہیں۔ اس داستان میں حسن بانو کے سوالات کے جواب میں سات داستانیں بیان کی گئی ہیں بعض نسخوں میں ان سات داستانوں پر ایک تکملے کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔

ایک دوسری نہایت معتبر کتاب "بختیار نامہ" ہے جسے ایران کے قدیم ناولوں میں شمار کیا جانا چاہئے۔ یہ کتاب دستیاب شواہد کی رو سے اصلاً پہلوی زبان میں تھی۔ اور تقریباً تیسری یا چوتھی صدی کے اوائل میں بہت سے دوسرے قصوں اور کہانیوں کے ساتھ، اس کا بھی پہلوی سے عربی میں ترجمہ ہوا۔ اس داستان کا عربی میں قدیم نسخہ وہ ہے جسے میشل جرجی عوا نے ۱۸۸۶ء میں "عجائب البخت فی قصۃ الاحدی عشر وزیراً وابن الملک آزاد بخت" کے نام سے شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ سریانی خط میں ہے اور ۱۰۹۳ء میں یعنی مسیح علیہ السلام کی ولادت سے ایک ہزار سال بعد اس کی کتابت ہوئی۔ قاعدہ کی رو سے یہ نسخہ اس داستان کے اس عربی ترجمے کے اولین نسخے سے جو لازمی طور پر پہلوی سے کیا گیا تھا، منقول ہوگا۔ اس داستان کی بعد کی فارسی روایات میں بعض نام عربی ہیں لیکن اس نسخہ میں سب قدیم فارسی نام ملتے ہیں۔ اسی طرح کسرایٰ کا معاملہ ہے یعنی اس نسخے میں ساسانی بادشاہوں کا عربی میں عمومی لقب کسرایٰ ہی استعمال ہوا ہے۔ اس قصے کی ایک دوسری عربی روایت بھی موجود ہے جو کتاب "قصۃ العشر وزراء و ماجرالھم مع ابن الملک آزاد بخت" کے عنوان سے ۱۸۰۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ ان دونوں عربی روایات میں جو بظاہر فارسی میں تمام روایات سے قدیم تر ہیں، مطالب کی ترتیب اور واقعات کا بیان فارسی روایات کے مقابلے میں زیادہ طبیعی ہے۔ اور اس میں نام بنیادی طور پر فارسی ہیں لیکن ان میں بہت زیادہ تحریف کی گئی ہے۔

گویا ساسانی عہد میں بعض ایرانی تصانیف، اصل پہلوی یا عربی تراجم سے

فارسی میں منتقل ہوئیں۔ اسی دور میں اس کتاب کی فارسی میں ایک روایت ترتیب پائی جس سے تقریباً چھٹی صدی تک استفادہ کیا گیا (مقدمہ راحۃ الارواح ص ۹) اسی روایت کی بنیاد پر شمس الدین محمد دقائقی مروزی نے "راحۃ الارواح فی سرور المفراح" کے عنوان سے اپنی آراستہ اور پیراستہ روایت ترتیب دی۔ دقائقی مروزی کا شمار چھٹی صدی ہجری کے اواخر اور ساتویں صدی ہجری کے اوائل کے علمار اور شعرا میں ہوتا ہے۔ یہ عوفی کے معاصر اور ایک مدت تک بخارا میں سکونت پذیر رہے ہیں۔ عوفی کو کچھ ایسا یاد تھا کہ اس نے انہیں دیکھا تھا مسجد کوے بالوی میں ان کی مجلس وعظ و ذکر میں شریک ہوا تھا۔[۱]

راحۃ الارواح یعنی "بختیار نامہ" کی سب سے قدیم اور معتبر روایت' ایک مقدمے، دس ابواب اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے۔ اس داستان کا موضوع یہ ہے کہ سیستان کا بادشاہ آزاد بخت' اپنے سپہ سالار کی لڑکی پر عاشق ہو گیا اور اسے زبردستی اپنے محل میں لے گیا۔ لڑکی حاملہ ہو گئی لیکن اس کا باپ جو بادشاہ سے انتقام لینے کی فکر میں تھا' اس پر حملہ آور ہوا۔ بادشاہ مجبوراً لڑکی کے ساتھ سیستان سے فرار ہو گیا۔ اسی فرار کے عالم میں اس نے ایک لڑکے کو جنم دیا۔ لیکن بچے کو ایک کنویں کے قریب چھوڑ دیا گیا اور بادشاہ اس لڑکی کے ساتھ' کرمان میں پناہ گزیں ہوا۔ اتفاق کی بات ہے کہ چوروں کی ایک ٹولی' اس کنویں کے پاس سے گذری اور انھوں نے شاہانہ کپڑوں میں لپٹا ہوا' ایک بچہ پڑا دیکھا۔ چوروں کے سردار نے اس بچہ کو اپنا بیٹا بنا لیا' اور اس کا نام 'بختیار' رکھا۔ بختیار جب بڑا ہوا تو چوروں کے ساتھ ان کی ڈاکہ زنی میں شرکت کرتا لیکن کبھی انصاف کا دامن ہاتھ سے جانے نہ

---

[۱] لباب الالباب، مطبوعہ تہران، ص ۱۷۹۔

دیتا یہاں تک کہ وہ ایک جنگ میں گرفتار کرلیا گیا اور اسے سیستان کے بادشاہ کی خدمت میں جس نے کرمان کے بادشاہ کی مدد سے اپنا تخت و تاج دوبارہ حاصل کرلیا تھا' پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے کے لئے اپنے دل میں محبت محسوس کی اور اسے بخش دیا۔ اسے اپنے پاس ہی رکھا اور عالی مناصب عطا کئے۔ اس وجہ سے دوسرے وزیر اس سے حسد کرنے لگے۔ آخرکار' اس پر بادشاہ کے حرم میں خیانت کا الزام لگا دیا اور قید خانے میں ڈال دیا۔ نو دن تک بادشاہ اسے اپنی خدمت میں بلاتا رہا' اس کے قتل کا فرمان صادر کرتا رہا اور بختیار ہر روز داستان سناتا اور بادشاہ کو اپنے قتل سے باز رکھتا رہا۔ یہاں تک کہ دسویں دن چوروں کا سردار جو بختیار کی افتاد سے باخبر ہو گیا تھا' شہر آیا اور حقیقت کا اظہار کرکے' بختیار کو موت کے منہ سے نجات دلادی۔

"بختیار نامہ" چونکہ ایسی ہی داستانوں پر مشتمل ہے اور مجموعی طور پر دلچسپ اور شیریں ہے' اس لئے آٹھویں اور نویں صدی میں کئی بار اسے مختلف راویوں نے بیان کیا ہے۔ تین مرتبہ اسے نظم کا جامہ بھی پہنایا گیا ہے۔ ان روایات میں ایک جو ۸۰۹ھ میں لکھی گئی ہے' باقی دوسری روایات سے بہتر ہے۔ اس میں بھی سست الفاظ و اشعار نظر آتے ہیں جو لکھنے والے نے حسب حال نقل کئے ہیں۔ لیکن دوسری روایات ناقص اور بے ارزش نظر آتی ہیں خاص طور پر اس لئے کہ ان کے راوی' قدرت مند قلم کے مالک نہ تھے۔

یہی حال ان دوسری بہت سی داستانوں کا ہے جو قریب کی گذشتہ چند صدیوں میں لکھی گئی ہیں۔ دسویں صدی ہجری کے آغاز (سولھویں صدی عیسوی) سے بعد کے زمانے میں' اس طرح کی متعدد داستانیں ہمیں ملتی ہیں۔ ان میں سے کچھ قدیم روایات کی پیروی میں تدوین ہوئیں' بعض دوسری' قریب کی گذشتہ

صدیوں کے مصنفین کی اختراع ہیں اور کچھ ہندوستانی مطالب سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہیں۔

ان ناولوں میں ایک بہت مفصل "بوستان خیال" ہے۔ اس کا مصنف میر محمد تقی جعفری حسینی احمد آبادی گجراتی متخلص بہ "خیال" ہے جس نے ۱۱۷۲ھ (۱۷۵۹ء) میں یہ کتاب پندرہ بڑی جلدوں میں تالیف کی۔ ان صدیوں میں دوسری داستانیں بھی لکھی گئیں۔ مثال کے طور پر: رزمنامہ، قصہ ہزار گیسو، طالب ومطلوب، راشد ورشید، اشرف و فیروز، چہار درویش، نوش آفرین نامہ، شیریں نامہ، چہل طوطی، سلیم جواہری، حسین کرد، امیر ارسلان، ... سیف الملوک و بدیع الجمال، اعجب القصص، بساتین الانس، گل وصنوبر، مہر وماہ، مسعود شاہ، گیتی آرا وغیرہ۔ ان کے علاوہ ہندوستان میں بھی، دوسری متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں سے بیشتر ہندوستان کے مغل بادشاہوں اور ان کے دور کے امرا اور دوسری برگزیدہ شخصیتوں کے لیے لکھی گئی ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ، ہندوستانی امرا کے حکم پر بعض معروف ہندوستانی داستانوں کا فارسی میں ترجمہ ہوا۔ ان میں مہابھارت اور مسیحی کی راماین قابل ذکر ہیں۔

مذکورہ بالا چھوٹے اور بڑے ناول، بیشتر سادہ نثر میں لکھے گئے ہیں۔ کہیں کہیں یہ نثر اشعار سے بھی مزین ہے۔ اگر داستانیں محض عشقی نہیں تو پھر ان کی بنیاد، داستان کے ہیرو کے غیر معمولی کاموں، عجیب وغریب حرکات اور بہادری وغیرہ ایسے امور پر رکھی ہوتی ہے۔ اس قسم کی دوسری متعدد داستانوں کا شمار کرنا بھی اس مختصر کتاب میں دشوار ہے۔ اس لئے اس قسم کے محض چند قصوں کے ناموں کا یہاں ذکر کیا جارہا ہے، قصۂ شاہزادۂ جواں بخت، قصۂ

خاقان شاہ، قصۂ حسن آرا، قصۂ سلیمان و سیمرغ، قصۂ ملک علی پسر شاہ بخارا و مہر بانو دختر خوارزم شاہ، قصۂ دختر شاہ یمن و وزیران او آصف و کامگار، قصۂ بہروز بازرگان خراسان و دختر شاہ کشمیر، قصہ فرخ شاہ امیر ختطا، قصۂ شاہ کاشغر، قصۂ آزاد بخت و ہزار گیسو، قصۂ نوش آفرین و شاہزادہ ابراہیم، قصہ شاہ ہمایوں فال و دلآرام، قصۂ سلطان محمود۔

دوسرے معروف قصوں میں "قصۂ چہار درویش" کو امیر خسرو دہلوی سے منسوب کیا جاتا ہے اور بعض حضرات اسے محمد علی معصوم کی تصنیف سمجھتے ہیں۔ یہ قصہ کئی بار ہندوستانی زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔

ایک دوسرا قصہ "نوروز شاہ" کے نام سے ہے جو تقریباً "بختیار نامہ" یا "ہفت گنبد" سے ملتا جلتا ہے۔ اس قصہ میں نیک دخت نے سات راتوں میں سات قصے بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کا مؤلف عزیز اللہ ہے جو ہندوستان کا رہنے والا اور بارہویں صدی کا مصنف ہے۔

"نہ منظر" ایک مشہور ناول ہے جسے نویں صدی اور اس کے بعد کے عرصے میں شہرت حاصل ہوئی۔ اس ناول میں نو حکایات ملتی ہیں۔ یہ حکایتیں گلشاد نے اپنے شوہر شیرزاد کے لئے نو مختلف محلات میں بیان کی ہیں تاکہ یہ حکایتیں گلشاد کے والد کے لئے سفارش و شفاعت کا وسیلہ بن سکیں۔

"طوطی نامہ" کا شمار ہندوستان کی قدیم داستانی کتابوں میں ہوتا ہے۔ اس کی تالیف کو تقریباً ۷۲۰ھ میں ضیاء نخشبی سے نسبت دی جاتی ہے۔ نخشبی نے "گلریز" نامی ایک دوسری داستان بھی لکھی ہے۔ قادری نے ایک بار پھر "طوطی نامہ" کو دسویں صدی ھجری میں روایت کیا یہی روایت گیارہویں صدی ہجری میں ترکی میں ترجمہ ہوئی۔[۱]

---

[۱] مذکورہ بالا مختصر رومانوں کے بارے میں اطلاع کیلئے رجوع کریں: تاریخ ادبیات فارسی ھرمان اتہ، ترجمہ ڈاکٹر رضازادہ شفق ص ۱۷۹ اور اسکے بعد کے صفحات۔ ۱۸۱